اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

اللہ اکبر

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۳۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۵۷	مورخہ ۱۰؍ نومبر ۱۹۳۱ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۸؍ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

قادیان میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لاہور میں رونق افروز ہونے اور وہاں کے سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسہ میں تقریر فرمانے کی اطلاع ملنے پر بہت سے مقامی اصحاب لاہور چلے گئے۔ تاہم قادیان کا جلسہ پورے اہتمام کے ساتھ ہوا۔ جلسہ کے منتظم اصحاب نے جلوس کے گزرنے کے رستہ اور جلسہ گاہ کو سجانے میں نہایت محنت اور کوشش سے کام لیا۔ مختلف مقامات پر پھول پتوں کے دروازے نصب کئے گئے۔ اور جلوس کے اندرون قصبہ کے راستہ پر کاغذی جھنڈیاں لگائیں۔ جلسہ گاہ کو جھنڈیوں۔ اور خوبصورت قطعات سے سجایا گیا۔ صبح دس بجے کے قریب بچے۔ جوان۔ بوڑھے ... گاہ کے قریب جو دارالعلوم کے میدان میں بنائی گئی تھی۔ جمع ہوگئے۔ اور وہاں سے مختلف ٹولیوں کی شکل میں جلوس ترتیب دیا گیا۔ جلوس نے نعتیہ اشعار پڑھتے۔ اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے سارے قصبہ کا چکر لگایا۔ اور پھر جلسہ گاہ میں آکر جلوس ختم ہوا۔

اس کے بعد ۱۲ بجے کے قریب زیر صدارت مولوی محمد شاہزادہ صاحب مولوی فاضل جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد مدرسہ احمدیہ کے حسب ذیل طلباء نے تھوڑی تھوڑی دیر تقریریں کیں:-

(۱) نذیر احمد خوشابی جماعت ششم۔ (۲) محمد احمد سیالکوٹی جماعت پنجم (۳) سید محمود علی حیدر آبادی جماعت چہارم (۴) حافظ بشیر احمد ابن شیخ عبد الرحمن صاحب مصری جماعت سوم (۵) اعجاز احمد بنگالی جماعت پنجم (۶) عبد اللطیف حیدر آبادی جماعت پنجم (۷) محمد سعید قادیانی جماعت ششم

ان تقریروں کے بعد جلسہ نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔

پھر دوسرا اجلاس ۳ بجے زیر صدارت حضرت مولوی شیر علی صاحب شروع ہوا۔ چونکہ پہلے اجلاس میں وہ تمام لڑکے تقریریں نہ کر سکے تھے۔ جو منتخب کئے گئے تھے۔ اس لئے دوسرے اجلاس کے ابتداء میں انہیں موقعہ دیا گیا۔ اور حسب ذیل طلباء نے تقریریں کیں:-

نور الحق جماعت سوم۔ مسعود احمد گجراتی جماعت چہارم۔ عبد الصمد جماعت پنجم۔ غلام احمد جماعت پنجم۔ شیخ مبارک احمد جماعت دوم حافظ قدرت اللہ جماعت دوم۔ عبد اللہ اختر جماعت سوم — عبد المالک جامعہ احمدیہ۔

طلباء کی تقریروں کے بعد ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کے صفات کا جامع اور اس کی شان کا اتم مظہر ہے اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ باقی کتابیں انسانی حالت کو مد نظر رکھ کر خدا تعالیٰ نے اپنی اصل شان سے تنزل کر کے نازل کی ہیں۔ کیونکہ اس وقت نسل انسانی بچپن کی حالت میں تھی۔ اس پر یہ اسی طرح رحم شفقت تھی جس طرح ایک عالم فاضل باپ چھوٹے بچے سے اپنی قابلیت کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ بچہ کی حالت کے لحاظ سے گفتگو کرتا ہے۔ پھر جب انسان پر خدا کا یہ کلام نازل ہوا۔ وہ بھی خدا کا کامل مظہر ہے اور وہ

جموں میں مسلمانوں کے کشت و خون کے متعلق
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مہاراجہ صاحب کشمیر کو تار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر حسب ذیل تار مہاراجہ صاحب کشمیر کو ارسال کیا ہے:-

جموں سے یہ دل گداز خبریں موصول ہوئی ہیں۔ کہ فوج نے درجنوں مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ مہاراجہ صاحب کو اپنی ذاتی توجہ فی الفور اس طرف منعطف کرنی چاہیئے۔ یہ دلال کمیشن کی رپورٹ کا نتیجہ ہے جس میں افسران کی بدعنوانیوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور اس بارے میں ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے جن کا مقصد وحید قانون کا احترام کرانا ہے۔ اس قسم کے واقعات قیام امن وامان کو زائل کر رہے ہیں۔ اور مجھے خوف ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب بہادر کی محبت جو رعایا کے دل میں ہے۔ اُٹھ رہی ہے۔ میں مہاراجہ صاحب سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنی شایان شان فیاضی سے کام لے کر ریاست کی رعایا اور جھتوں کے ممبروں کو جو سیاسی جرائم میں گرفتار اور سزایاب ہوئے۔ رہا کر دیں۔ نیز دلال رپورٹ کو منسوخ کر دیں اور تمام فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کیا جائے کمیشن کا صدر باہر کے ہائی کورٹ کا غیر جانبدار جج ہو۔ جس کو حکومت ہند مقرر کرے۔ اور اس میں مسلمانوں کی کافی نمائندگی ہو۔ نیز بہت جلد ان کی شکایات کے ازالہ اور ابتدائی حقوق کے متعلق اعلان کیا جائے:

اگر ریاست جتھوں اور سیاسی قیدیوں کو رہا کر دے۔ دلال کمیشن کی رپورٹ کو منسوخ کر دے۔ اور ایک نئے آزاد کمیشن کا تقرر کرے۔ تو مسلمان مطمئن ہو سکتے ہیں۔ اور ایک نامزد افسر نمائندگان کشمیر سے ابتدائی حقوق۔ امتیازی قانون۔ اور دوسری شکایات کے متعلق گفتگو کر کے اپنی رپورٹ ۳۰- نومبر سے پیشتر پیش کرے اور مہاراجہ صاحب نومبر کے آخری ہفتہ تک اپنے فیصلے سے مطلع کر دیں:

میں آپ کی مسلم رعایا اور باہر کے سمجھدار مسلمانوں سے متوقع ہوں۔ کہ وہ فضائے امن وامان کو بہتر بنانے اور مستقل تصفیہ میں امداد دیں گے۔ اگرچہ میرے اور کشمیر کمیٹی کے خلاف پروپاگنڈہ ہو رہا ہے۔ تاہم کمیٹی اور میں خود پُرامن ذرائع کو پسند کرتا ہوں۔ میں مہاراجہ صاحب سے متوقع ہوں۔ کہ آپ فوری اقدام عمل کریں گے۔ تاکہ دنیا کو یقین ہو جائے کہ آپ کو اپنی رعایا کی فلاح وبہبود کا خیال ہے۔ اور ریاست صلح اور آئینی ذرائع کی خواہشمند ہے:

کشمیر کے تمام مسلمانوں میں اپنے مطالبات کے متعلق کامل اتحاد ہے
دشمنوں کی شرآمیز افواہوں کی پُرزور تردید

پریذیڈنٹ صاحب مسلم نمائندگان کشمیر سرینگر سے ۳- نومبر کو حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں:-

مسئلہ کشمیر کو ضعف پہونچانے کے لئے ہمارے دشمنوں کی طرف سے شرآمیز افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ ہم نہایت زور کے ساتھ اعلان کرتے ہیں۔ کہ کشمیر میں قطعاً کوئی فرقہ وار سوال موجود نہیں بتمام فرقوں کے مسلمانوں میں اپنے حقوق کے متعلق کامل اتحاد ہے۔ ہم ان تمام جماعتوں کے ممنون ہیں۔ جو ہم سے ہمدردی رکھتی اور ہمارے لئے کام کر رہی ہے:

سعد الدین شال پریذیڈنٹ۔ غلام محمد عشائی سکرٹری۔ میر واعظ ہمدانی نمائندگان مسلمانان کشمیر۔

معاملات کشمیر کے متعلق مسلمان نمائندوں کی وزیر ہند سے ملاقات

لنڈن سے ۵ر نومبر ۱۹۳۱ء کو جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب امام مسجد احمدیہ لنڈن کی طرف سے حسب ذیل تار بنام الفضل موصول ہوا ہے:-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تار مسلمان نمائندوں کو پہونچا دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب۔ مولانا شفیع داؤدی صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے آج وزیر ہند سے ملاقات کی۔ اور مسئلہ کشمیر کو پوری وضاحت سے ان کے سامنے پیش کیا۔ اور زور دیا۔ وزیر ہند نے نہایت توجہ سے حالات سُنے۔ اور ہمدردانہ یقین دلایا۔ تفصیلات ہوائی ڈاک کے ذریعہ بھیجی جا رہی ہیں۔ چوہدری صاحب ۱۲- نومبر کو یہاں سے روانہ ہونگے انشاء اللہ:

جناب سیّد ارادت حسین صاحب کا انتقال

ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت ہی رنج اور افسوس ہوا۔ کہ مولوی سیّد ارادت حسین صاحب اور بیوی کا ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۲ر نومبر کو پٹنہ میں انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ اور صوبہ بہار کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔ آپ آخری عمر تک بڑے جوش کے ساتھ تبلیغ احمدیت اور مسلمانوں کے ملکی سیاسی اور قومی مفاد میں کوشاں رہے۔ آپ باوجود پیرانہ سالی کے جہاں پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن کے سکرٹری امور عامہ تھے۔ وہاں صوبہ کی مسلم کانفرنس کے بھی پُرجوش کارکن تھے۔ اور ہر مفید ملی۔ قومی اور مذہبی تحریک سے اپنے حلقۂ اثر کے لوگوں کو آگاہ کرتے۔ اور ان سے عمل کراتے تھے:

غرض مسلمانانِ صوبہ بہار کے لئے ان کا وجود بہت نافع اور فیض رساں تھا۔ اس صوبہ کے معزز اخبار "اتحاد" نے اُن کی وفات پر بہت رنج اور صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:- "آپ کے انتقال نے ایک زبردست کمی کر دی ہے۔ خدا اسے پُورا کرے"۔

ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں صبر عطا کرے۔ اور مرحوم کی خوبیوں کا وارث بنائے۔ احمدی جماعتیں مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کریں۔ نیز یہ بھی دُعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ صوبہ بہار کے احمدیوں کو ان کا نعم البدل عطا کرے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ جمّوں پر ہندوؤں کے ہولناک مظالم

ہندوؤں کی فتنہ انگیزی کی غرض مسلمانوں کو حقوق سے محروم کرنا ہے

مسلمانوں کی احتیاط

اگرچہ ریاست جموں وکشمیر کے مسلمانوں نے ان جابرانہ قوانین کے خلاف آواز اٹھاتے ہی جن کا انہیں مدتوں سے نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اس بات کی پوری پوری احتیاط کی۔ کہ اپنے مطالبات کو فرقہ وار سوال نہ بننے دیں۔ بلکہ ایک مظلوم اور بے کس قوم کی جابر اور تشدد پسند حکومت کے خلاف مظلومانہ چیخ و پکار قرار دیں۔ اسی طرح انہوں نے حکومت کے سامنے مطالبات پیش کرتے ہوئے بھی یہی کوشش کی۔ کہ ایسے قوانین نافذ کرائیں۔ جن سے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو سیاسی اور ملکی معاملات میں دخل حاصل ہو۔ اور ریاست کی ساری کی ساری رعایا ان حقوق سے بہرہ اندوز ہو۔ جو اس کی ترقی اور خوشحالی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔

غیر مسلموں کا افسوسناک رویہ

لیکن ریاست کے غیر مسلم باشندوں اور حکام نے مسلمانوں کی آئینی اور پُرامن جد وجہد کو فرقہ وارانہ رنگ میں رنگنے کی سر توڑ کوشش کی۔ اور ہر مرحلہ پر ایسا رویہ اختیار کیا جس سے مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم لوگوں میں بغض وعناد کے جراثیم داخل ہوتے گئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ علاقہ کشمیر وجموں کے غیر مسلم نہ صرف خفیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف نہایت خطرناک تیاریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ کھُلم کھُلا بھی مسلمانوں کو اشتعال دلانے۔ ان کی دل آزاری کرنے اور انہیں جبر وتشدد کا نشانہ بنانے کا ارتکاب کرتے رہے۔ چنانچہ گزشتہ چند ماہ میں جب بھی ان لوگوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ حکومت مسلمانوں کے مبنی بر صداقت مطالبات اور ناقابل انکار حقوق کی طرف متوجہ ہونے لگی ہے۔ انہوں نے کوئی نہ کوئی ایسا فتنہ کھڑا کر دیا۔ جس کی آڑ میں ایک طرف ریاست کے ڈوگرہ فوجیوں اور پولیس کو مسلمانوں پر رُوح فرسا اور نہایت ہی ظالمانہ تشدد کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور دوسری طرف عام غیر مسلموں کو مسلمانوں کی تباہی وبربادی کو انتہا تک پہونچانے کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔

مسلمانوں پر تشدّد کا سلسلہ

یہ سلسلہ خطۂ کشمیر میں اس وقت تک جاری رہا جب تک تشدد پسند حکام اور فتنہ پرداز ہندوؤں نے اپنی ساری طاقت اپنی ساری وحشت۔ اپنی ساری درندگی اور اپنی ساری سفاکی ختم کر دینے کے بعد یہ نہ دیکھ لیا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر میں اپنے حقوق کے حصول۔ اور ریاست کی ستم رانیوں سے نجات حاصل کرنے کا جو جذبہ پیدا ہو چکا ہے وُہ بندوقوں کی گولیوں۔ نیزوں کی انیوں۔ پولیس اور فوج کی سنگینوں بے رحم اور بے درد جلّادوں کے کوڑوں اور بیدوں سے دب نہیں سکتا۔ بلکہ اور زیادہ قوت اور طاقت کے ساتھ رونما ہو رہا ہے۔ اور جس قدر زیادہ تشدد کیا جائے گا۔ اسی قدر زیادہ ابھریگا۔

مہاراجہ بہادر کا اعلانِ عام

یہ حالات دیکھ کر مہاراجہ صاحب بہادر نے نہ صرف عمّالِ حکومت کو جبر وتشدد کی شرمناک حرکات سے روکنے کی ضرورت محسوس کی۔ بلکہ ایک اعلانِ عام کے ذریعہ جس کا موقعہ خوش قسمتی سے ان کی سالگرہ کی تقریب نے پیدا کر دیا۔ گرفتارانِ بلا کی رہائی کا حکم دے دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پر غور کرنے کا وعدہ کر لیا۔

مسلمانوں کی امن جوئی

مسلمانوں کے قلوب اگرچہ عمّالِ حکومت کے نہایت وحشیانہ تشدد اور ہندوؤں کے ظالمانہ سلوک سے ریزہ ریزہ ہو چکے تھے۔ ان کے گھروں میں ماتم بپا تھے۔ نوجوان عورتیں اپنے خاوندوں۔ یتیم بچے اپنے باپوں۔ بوڑھے والدین اپنے بچوں کے ماتم میں سوگوار تھے۔ اور ہر طرف سے نالہ وشیون کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ تاہم مسلمان اپنے حکمران کے اعلان کے احترام میں اور حصولِ امن وامان کی خواہش میں سرشار ہو کر مصالحت پر آمادہ ہو گئے۔ ان کے نمائندوں نے نہایت وقار۔ اور ہوشمندی کے ساتھ ضروری مطالبات پیش کر دیئے۔ اور ان کی منظوری کے انتظار میں اپنی تمام جد وجہد سے دست بردار ہو گئے۔ اور اپنے ہمدردوں سے بھی انہوں نے یہی التجا کی۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے بھی پُرامن اور ساکن فضا پیدا کرنے کی پوری کوشش کی۔

مسلمانوں کے مطالبات اور حکومتِ کشمیر

اگر حکومت کشمیر بھی انہی کی طرح مصالحت اور خوشگوار حالات پیدا کرنے کی خواہش مند ہوتی۔ تو مسلمان نمائندگان کی طرف سے مطالبات پیش ہونے پر وُہ فوراً اعلان کر دیتی۔ کہ ریاست کی مسلمان رعایا کو بغیر کسی تاخیر کے انسانیت کے وُہ تمام ابتدائی حقوق دے دئے جاتے ہیں۔ جو میمورنڈم کی ابتدا میں درج ہیں۔ کیونکہ یہ حقوق ایسے ہیں۔ جو نہ صرف برٹش انڈیا میں۔ بلکہ تمام متمدن ممالک میں خواہ وُہ تہذیب کے کسی درجہ پر کیوں نہ ہوں۔ رعایا کو حاصل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وُہ تمام ایسے قوانین منسوخ کر دیتی۔ جو غیر متعلق اشخاص کے نزدیک بھی کشمیر کی رعایا کی ذہنی واقتصادی ترقی کے لئے مضر ہیں۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ کیا گیا۔ اور جو کچھ کیا گیا۔ وُہ مسلمانوں کے لئے نہایت مائیوس کن اور اضطراب انگیز تھا۔ مسلمان نمائندوں نے فسادات کے دَوران میں سرکاری افسروں کے رویہ کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن کا نہایت اہم مطالبہ پیش کیا تھا۔ لیکن اُسے جس شکل میں منظور کیا گیا۔ وُہ مسلمانوں کے لئے تسلی کا موجب ہونے کی بجائے اور زیادہ تشویش کا موجب بن گیا۔ پہلے دلال کمیشن کا اس کی نوعیت کی وجہ سے مسلمانان کشمیر نے کلیۃً مقاطعہ کیا تھا۔ اور اس کمیشن کی رپورٹ نے جس کی اینگلو انڈین اخبارات نے بھی پُرزور مذمت کی۔ اور جو بعض صحیح۔ بعض نیم صحیح۔ اور بعض بالکل بے بنیاد بیانات کے ایک مرقع سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ ثابت کر دیا۔ کہ مسلمانوں کا اس کمیشن پر اعتماد نہ رکھنا بالکل حق بجانب تھا۔ انہی دلال صاحب کی سرکردگی میں دُوسرے کمیشن کا تقرر مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ اور جب اس کا اعلان ہُوا۔ تو مسلمان نمائندگان نے متفقہ طور پر اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور مکرر ایسے آزاد کمیشن کے تقرر کی درخواست کی۔ جس کے ارکان حکومتِ ہند سے طلب کئے جائیں۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہُوئی۔

پھر ابتدائی مطالبات جو فوری طور پر منظور ہو جانے چاہئے تھے انہیں کھٹائی میں ڈال دیا گیا۔ اور مسلمانوں کے اصرار کے باوجود ان کے متعلق حسب وعدہ جلد اعلان نہ کیا گیا۔ اور جو اعلان کیا گیا۔ اس میں صرف تین مطالبات کو نامکمل اور جزوی طور پر پورا کیا گیا۔

مسلمانوں کے مطالبات کی ہندوؤں کی طرف سے مخالفت

غرض اس وقت جبکہ ایک طرف تو حکومتِ کشمیر مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہی تھی۔ اور دوسری طرف غیر مسلم اقوام نہ صرف ریاست کو مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنے کی صورت میں

کھُلم کھُلا دھمکیاں دے رہی تھیں۔ بلکہ باری باری ان کے ڈیپوٹیشن مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہہ رہے تھے۔ کہ مسلمانوں پر انہیں جو قبضہ و اقتدار حاصل ہے۔ وُہ نہ صرف حسبِ سابق قائم رکھا جائے۔ بلکہ اس میں اور اضافہ کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کا کوئی ایک مطالبہ بھی پورا نہ کیا جائے۔ کیونکہ ریاست کشمیر "ہندو راج" ہے۔ اور قدیم ہندوؤں کی ایک مشہور راجپوت گوت "سورج بنسی" اس پر حکمران ہے۔ اگر اس ہندو راج اور ایسی راجپوت گوت کی حکمرانی میں بھی ہندوؤں کو پُورا پُورا تسلط اور اقتدار حاصل نہ ہوا۔ تو پھر اور کہاں ہوگا ؛

مسلمانانِ جموں پر مظالم

یہ تھے وُہ دلائل۔ جن کی بنا پر ریاست جموں و کشمیر کے ہندو مسلمانوں کو ان کے انسانی حقوق سے محروم کرنے اور انہیں اپنے جبر و ستم کا ہدف بنائے رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ ضد اور تعصب میں اس قدر اندھے ہو چکے ہوں۔ ان سے شرمناک سے شرمناک اور خلافِ انسانیت حرکات کا سرزد ہونا کوئی بعید بات نہیں۔ اور حال میں ان لوگوں نے جموں اور اس کے مضافات میں مسلمانوں کے ساتھ جو وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک روا رکھا ہے جس بے دردی اور بے رحمی سے ان کا خُون بہایا۔ اور ان کا مال و اسباب۔ یا تو لوٹ لیا۔ یا نذرِ آتش کر دیا ہے۔ وُہ ان کے اسی عناد اور دُشمنی کا نتیجہ ہے۔ جسے مسلمانوں کے حقوق طلب کرنے اور انصاف کا مطالبہ کرنے کے دن سے وُہ اپنے دلوں میں پرورش کر رہے تھے ؛

بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی

مسلمانانِ جموں نے جب اپنی ہوشمندی اور موقعہ شناسی کی وجہ سے حکام کو کوئی ایسا موقعہ نہ دیا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی طرح ان پر گولیوں کی بارش برسا سکیں۔ سنگینوں سے ان کے اجسام چھید سکیں۔ اور ٹکٹکیوں سے باندھ کر ان کی کھالیں ادھیڑ سکیں۔ تو ہندوؤں اور سکھوں کے تن بدن کو آگ لگ گئی۔ اور ایک عرصہ سے مسلمانوں کو نشانہ ظلم و ستم بنانے کے لئے جو تیاریاں کر رہے تھے۔ ان کو عمل میں لانے کے لئے جب حکام کے ذریعہ انہیں کوئی موقعہ میسر نہ آیا۔ تو وُہ بے تاب ہو گئے۔ اور آخر ۲۔ نومبر کو انہوں نے بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنی شروع کر دی۔ اس خونی دن۔ اور اس کے بعد کے ایام کے جو خونچکاں واقعات اخبارات میں شائع ہُوئے ہیں۔ اور جن کا نہایت مختصر ذکر اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں نے ہلاکت اور تباہی کے پُورے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ بول دیا۔ بیسیوں بے گناہ مسلمانوں کو قتل اور زخمی کر دیا۔ اُن کی دوکانیں لوٹ لیں۔ ان کی دوکانوں کو آگ لگا دی۔ اور نہایت بے باکی اور بے رحمی سے اُن کے خُون سے ہاتھ رنگے۔ حالانکہ مسلمانوں کی طرف سے نہ کوئی اشتعال انگیز فعل سرزد ہُوا۔ اور نہ انہوں نے کسی رنگ میں ہندوؤں کی دل آزاری کی۔ دراصل مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ انہیں اس طرح بلائے ناگہانی کی لپیٹ میں آنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہُوئی۔ کہ ان کا جان و مال کا ہولناک نقصان ہُوا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے دس ہزار مسلح مجمع نے اچانک حملہ کر دیا۔ اور جو مسلمان انہیں نظر آیا۔ اسے یا تو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یا زخمی کر دیا۔ امن کے ذمہ دار حکام نے بھی ہندوؤں اور سکھوں کی سفاکیوں کو روکنے کی کوئی مؤثر کوشش نہ کی۔ اور جب مسلمانوں نے ان سے اپنی حفاظت کی درخواست کی۔ تو بعض حکام نے قطعاً لاپرواہی کا رویہ اختیار کیا۔ غرض مسلمانانِ جموں پر ظالم اور سفاک ہندوؤں اور سکھوں نے وُہ وُہ مظالم توڑے۔ جن کی انتہا نہیں ؛

ریاست اب کیا کرے گی

یہ سب کچھ محض اس لئے کیا گیا۔ کہ ریاست مسلمانوں کے مطالبات کو اس بہانہ سے پھر نظر انداز کر دے۔ کہ فضا پُرامن نہیں۔ اور بغیر امن کے مطالبات پر غور و خوض نہیں کیا جا سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ریاست ہندوؤں کے اس مقصد کو پُورا کرتی ہے۔ یا جلد سے جلد مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پُورے کر کے انہیں امن اور عزت کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ دیتی ہے ؛

ریاست میں گورا پلٹنیں

اس وقت ریاست کی درخواست پر جموں اور میرپور میں گورا پلٹنیں پہنچ چکی ہیں۔ امرتسر اور راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر صاحبان بھی گورنمنٹ ہند نے وہاں کارِ خاص پر متعین کر دیئے ہیں۔ اگر گورہ فوجیں ریاست کی مسلمان رعایا کو وحشی ڈوگروں کے مظالم سے نجات دلانے کا موجب بن سکیں۔ تو یہ ان کا نہایت شاندار کارنامہ ہوگا۔ اسی طرح وُہ سویلین انگریز بھی تعریف کے مستحق ہونگے۔ جن کے سپرد ریاست کا انتظام ہُوا ہے ؛

ریاست کی ناقابل انتظامی مشینری

مہاراجہ صاحب کشمیر نے گورنمنٹ ہند سے یہ امداد طلب کر کے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ان کی اپنی حکومت کی مشینری قطعاً اس قابل نہیں کہ ریاست میں امن قائم رکھ سکے۔ بلکہ وُہ روز بروز ملک میں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا کرنے کی مُوجب ہو رہی ہے۔ اس سے مسلمانوں کے اس مطالبہ کی اہمیت خُوب اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ جو ان کی طرف سے نظامِ حکومت کے بدلنے اور ملک میں ذمہ دارانہ طریقِ حکومت قائم کرنے کے متعلق کیا گیا ہے۔ اگر مہاراجہ صاحب پہلے ہی اس طرف توجہ فرماتے تو نہ یہاں تک نوبت پہنچتی۔ اور نہ گورہ فوجوں کو ریاست کا انتظام کرنے کے لئے بلانے کی ضرورت پیش آتی۔ اب بھی ریاست کو چاہیئے۔ جلد سے جلد اپنے آپ کو ان فوجوں سے مستغنی ثابت کرے۔ اور اس کی صورت سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ مسلمانوں کے مطالبات پُورے کر دیئے جائیں۔ اور ملک میں ایسی ذمہ دار حکومت قائم کی جائے۔ جس پر اہلِ ملک کو پورا پورا اعتماد ہو ؛

ولی عہد دکن کی ترکی شاہزادی سے شادی

اب اس خبر کی سرکاری طور پر تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ سابق سلطان ٹرکی کی صاحبزادی سے ولی عہد بہادر دکن کی شادی کی تجویز پختہ ہو گئی ہے۔ اور اعلیحضرت فرمانروائے دکن نے اس کی منظوری عطا کر دی ہے۔ یہ مبارک تقریب وسط نومبر میں نیس کے مقام پر عمل میں آئے گی۔ اور شاہزادہ بہادر شاہزادی کو ساتھ لے کر حیدرآباد تشریف لے آئیں گے ؛

اس تقریب سعید سے نہ صرف حیدرآباد کی تمام رعایا کو بے حد خوشی اور مسرت حاصل ہو گی۔ بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے نہایت خوشکن ہو گی۔ ترکی کا شاہی خاندان گو اپنا عروج و اقبال کھو چکا ہے۔ اور اب غریب الوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو رہا ہے تاہم شاہانہ اخلاق و عادات کا بہترین حامل ہے۔ اور اس خاندان کی شہزادی اس اعلٰے پایہ کے انسان کی بہترین رفیقِ زندگی بن سکتی ہے۔ جو لاکھوں انسانوں پر حکومت کرنے کا حقدار ہے۔ ہماری دُعا ہے۔ کہ خدا تعالٰی اس تقریب کو بابرکت بنائے۔ اور اس محترم جوڑے پر اپنے بے انتہا افضال نازل کرے ؛

پنجاب یونیورسٹی اور ہندو

پنجاب یونیورسٹی پر ہندوؤں کا اقتدار پنجاب کی مسلمان آبادی کے لئے جس قدر نقصان رساں اور تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ وُہ محتاجِ بیان نہیں۔ مسلمان اس کے خلاف ایک عرصہ سے آواز بلند کر رہے ہیں۔ لیکن ہنوز روزِ اوّل کا ہی معاملہ ہے۔ اس ناجائز اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ہندو جس قسم کے دلائل سے کام لے رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ عدل و انصاف کے جذبات اس قوم میں سے کس طرح پر لگا کر اڑ گئے ہیں۔ اخبار "ملاپ" (۳۔ نومبر) یہ اصل قائم کرتا ہُوا۔ کہ :-

"جب روپیہ دینے والے ہندو ہوں۔ تو پھر اس کے خرچ کرنے کے لئے مسلمانوں کو کیسے منتظم بنایا جا سکتا ہے"؛

لکھتا ہے :- "پنجاب یونیورسٹی میں ایک بھی مُسلمان ملازم نہیں۔ اور ایک بھی مسلمان ممتحن نہیں۔ اور ایک بھی پرچہ کوئی مسلمان تیار نہیں کرتا۔ اس صورت میں بھی کیا مسلمان پنجاب یونیورسٹی پر اپنا کوئی حق ثابت کر سکتے ہیں۔ جو لوگ حالات اور واقعات کو جلدی بھُول نہیں جاتے۔ انہیں معلوم ہے۔ کہ جب پنجاب یونیورسٹی جاری ہُوئی۔ تو یہ کن لوگوں کا روپیہ تھا۔ ...... قریباً ۵۔ لاکھ روپے میں سے صرف ہندوؤں کا روپیہ سوا چار لاکھ تھا۔ اس حقیقت اور اصلیت کی موجودگی میں فرقہ پرست مسلمان کس مونہہ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس روپے کا مالک مسلمانوں کو بنا دیا جائے"۔

یہ ہے وُہ اصل جس کے ماتحت مسلمانانِ پنجاب کو پنجاب یونیورسٹی کے پاس بھی نہیں پھٹکنے دیا جاتا۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ پنجاب یونیورسٹی گورنمنٹ نے قائم کر رکھی ہے۔ یا ہندوؤں نے۔ اگر ہندو اس کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ تو پھر اس کا نام ہندو یونیورسٹی رکھ دیا جائے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو کوئی شکایت نہ ہو گی۔ لیکن اگر یہ

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور

جناب پیر غلام فرید صاحب چاچڑاں والے

ابتدائے آفرینش سے جب بھی ارواح پر ظلمت اور تاریکی کا دور آیا۔ بندے اپنے خالقِ حقیقی سے بیگانہ و برگشتہ ہو گئے۔ انسان اپنے اصلی مقصد سے غافل و بے خبر ہو کر گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔ خدا تعالیٰ جسمانی ربوبیت کی طرح روحانی ربوبیت کا بھی انتظام فرماتا رہا۔

بعثت مسیح موعودؑ

اسی سنت قدیمہ کے مطابق اب بھی جبکہ بندے وَمَا خلقت الجنّ والانس الا لیعبدون کے الٰہی ارشاد کو عملاً بھلا بیٹھے۔ علماء جو اپنے آپ کو "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کا مصداق سمجھتے تھے۔ "علماء ھم شر من تحت ادیم السماء" کے مصداق ہو گئے۔ زمانہ نے لایبقی من القرآن الا رسمہٗ ولا من الاسلام الا اسمہٗ" کے پورے ہونے کی شہادت دی۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت تاریک و تار شرک کی گھٹاؤں میں پوشیدہ ہو گئی۔ ظہر الفساد فی البر والبحر کا منظر نظر آنے لگا۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کو مبعوث فرمایا۔ جو متلاشیانِ حق کے لئے مشعلِ ہدایت اور بلبلاتی روحوں کے لئے آبِ حیات ہو کر آئے۔ اور اعلان عام کر دیا ؎

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

سعید روحوں نے اس نور کی شعاعوں اور کرنوں کے ذریعہ تاریکیوں کے پردوں کو چاک کیا۔ پیاسوں نے آپ کے لائے ہوئے آسمانی پانی سے اپنی تشنگی فرو کی۔ اور جویانِ حق نے آپ کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ سمجھ کر آپ پر ایمان لانا اپنا فرض سمجھا۔ کیونکہ ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

ان خوش قسمت اور سعادتمند افراد میں سے ایک بزرگ حضرت پیر غلام فرید صاحب ساکن چاچڑاں شریف بھی ہیں۔ جن کے ارشادات درباره حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اشارات فریدی میں سے ناظرین الفضل کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا حوالہ

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے منکرین کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کیلئے جب دعوت مباہلہ دی۔ اور یہ اطلاع پیر صاحب موصوف کو بھی پہنچائی گئی۔ تو انہوں نے لکھا

"قد ارسلت الی الکتاب وبہ دعوت بالمباھلۃ وطالبت بالجواب۔ .... اعلم یا اعز الاحباب انی من بدو حالک واقف علی مقام تعظیمک لنیل الثواب وما جرت علی لسانی کلمۃ فی حقک الا بالتبجیل ورعایۃ الاداب والآن اطلع لک بانی معترف بصلاح حالک بلا ارتیاب وموقن بانک من عباد اللہ الصلحین وفی سعیک المشکور مثاب وقد اوتیت الفضل من الملک الوھاب ولک ان تسئل من اللہ تعالیٰ خیر عاقبتی وادعوا لک حسن مآب"۔ (اشارات فریدی صفحہ ۱۷۹)

"مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کی دعوت ہے اور جواب طلب کیا گیا ہے ....

اے ہر ایک حبیب سے عزیز تر۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں ابتداء سے ہی آپ کے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں۔ تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم، تکریم اور رعایت آداب کے آپ کے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں بلاشبہ آپ کے نیک حال کا معترف ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آپ خدا کے صالح بندوں میں سے ہیں۔ اور آپ کی سعی عند اللہ قابل شکر ہے۔ جس کا اجر ملیگا۔ اور خدائے بخشندہ کا آپ پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کریں۔ اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔

دوسرا حوالہ

اس کے بعد پیر صاحب نے ایک مجلس میں فرمایا۔

"مرزا صاحبؒ مردے نیکو صالح است و نزدِ من کتاب از ملہمات خود فرستادہ است کمال او زاں کتاب ظاہر است۔" یعنی مرزا صاحب خدا کے نیک و صالح بندے ہیں۔ میرے پاس اپنے الہامات کی جو کتاب انہوں نے بھیجی ہے۔ اس سے ان کا کمال ظاہر ہے۔

تیسرا حوالہ

پھر فرمایا۔ "مرداں انا الحق گفتہ اند و سے اگر خود را مجدد و عیسیٰ قرار دادہ تاہم عبدے گویا ند۔ یعنی بعض آدمیوں نے تو انا الحق کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ اگر مرزا صاحب نے مجدد اور عیسےٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ تو کیا ہوا۔ اپنے آپ کو بندہ ہی کہتے ہیں۔"

(اشارات فریدی صفحہ ۴۳)

چوتھا حوالہ

ایک دفعہ نماز عشاء حضرت مرزا صاحب کا پیر صاحب کی مجلس میں ذکر ہوا۔ تو کچھ آدمیوں نے مذمت کی۔ اس پر پیر صاحب نے فرمایا۔ "ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدائے عز و جل مے گذرند۔ یا نماز مے خوانند یا تلاوت قرآن شریف مے کنند۔ یا دیگر شغل اشغال مے نمائد و بر حمائت اسلام و دین چناں کمرِ ہمت بستہ است۔ کہ ملکہ زماں لنڈن را نیز دعوت محمدی کردہ است و بادشاہِ روم و فرانس وغیرہا را ہمہ دعوت اسلام نمودہ است و ہمہ سعی و کوشش او در ایں است کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر از کفر است بگذارند و بتوحید خدا تعالیٰ بگردند و بعلمائے وقت را ببیند کہ دیگر گروہ مذاہب را گذاشتہ صرف در پے ایں چنیں نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت و بر صراط مستقیم و راہ ہدائت مے نمائد افتادہ اند و بروے حکم تکفیر مے سازند۔ یعنے مرزا صاحبؒ اپنے تمام اوقات کو خدا تعالیٰ کی عبادت۔ نماز پڑھنے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں۔ اور اسی قسم کے دیگر اشغال میں گزارتے ہیں۔ دین اسلام کی حمایت کے لئے آپ نے ایسی کمر ہمت باندھی ہے۔ کہ ملکہ زمان کو لنڈن میں دین محمدیؐ کی دعوت دی ہے۔ اسی طرح بادشاہ روس و فرانس وغیرہ کو بھی مرزا صاحبؑ نے دعوت اسلام دی ہے۔ اور مرزا صاحب کی تمام سعی و کوشش اس امر کے لئے ہے۔ کہ عقیدۂ تثلیث اور صلیب جو کہ سراسر کفر ہے۔ اس کی بجائے توحید پھیل جائے۔ علمائے وقت کی طرف دیکھو۔ کہ باقی مذاہب کے فرقوں کو چھوڑ کر صرف اس نیک
مرزا صاحب جو خدا تعالےٰ کے رسول کی
اور صراط مستقیم پر چلنے والے اور
ہیں۔ پر سب کے سب ٹوٹ پڑے

پانچواں حوالہ

ایک دفعہ فرمایا۔ "کلام مرزا صاحب فصیح است و تمام کلام مملو از معرفت و از عقائد اہل سنت والجماعت و

یعنی مرزا صاحب کے عربی کلام کو دیکھو۔ تو انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ اور تمام کلام معارف وحقائق سے مملو ہے۔ اور ہدایت سے بھرا پڑا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کے عقائد اور ضروریات دین سے ہرگز منکر نہیں"۔

چھٹا حوالہ

فرمایا "مرزا صاحب مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں .... دو علامات در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است۔ برتر درجہ غائت بر دعویٰ مہدیت او گواہ اند۔ یکے اینکہ کہ در حدیث شریف آمدہ است کہ قال النبی یخرج المهدی من قریۃ یقال لها کدعہ ویصدقہ اللہ تعالیٰ .... "یعنی فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید مہدی از دیہہ کہ گفتہ شد او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب قادیان است"۔ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ مہدیت کے لئے بہت سے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ مگر دو علامتیں جو آپ نے اپنی کتاب میں درج فرمائی ہیں۔ بہت ہی عمدگی اور خوبی کے ساتھ آپ کے دعویٰ پر گواہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ یخرج المهدی من قریۃ یقال لها کدعہ ویصدقہ اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی ایک ایسی بستی سے نکلیگا۔ جس کو کدعہ کہتے ہوں گے۔ اور کدعہ دراصل معربہ قادیان کا۔ (اشارات فریدی صفحہ ۳۳ مقبوس ۲۷)

ساتواں حوالہ

"دوم این است کہ او (مرزا صاحب) مے گوید کہ در دارقطنی این حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روائت کردہ است۔ "ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ"۔ اس حدیث کے معنے جو حضرت سید نا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ پیر صاحب بھی انہی معنوں کی تائید میں فرماتے ہیں "بے شک معنی حدیث شریف این چنیں است کہ مرزا صاحب بیان کردہ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم ماہ واقع مے شود۔ وکسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بست وہفتم یا بست وہشتم یا بست ونہم ماہ بوقوع مے آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء عیسوی واقع شدہ است وآں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است بوقوع آمدہ وکسوف درمیانہ روز از روزہائے کسوف شمس واقع گشتہ است"۔ یعنی بے شک اس حدیث شریف کے معنے وہی ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں کہ خسوف قمر ہمیشہ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ تاریخ کو لگا کرتا ہے۔ اور کسوف شمس ہمیشہ ۲۷۔ یا ۲۸ یا ۲۹ کو لگتا ہے۔ پس خسوف قمر جو ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو ظاہر ہوا۔ یہ ماہ رمضان کی تیرھویں تاریخ تھی۔ جو خسوف کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور کسوف شمس ۲۸ کو لگا۔ جو کسوف شمس کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے"۔ (اشارات فریدی صفحہ ۷۱ و ۷۲)

آٹھواں حوالہ

ایک دفعہ پیر صاحب معہ اپنے چند احباب کے مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس اثناء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے ایک خط معہ ایک رسالہ کے جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے متعلق تھا۔ پہنچا۔ پیر صاحب نے مولوی غلام احمد صاحب اختر کو پڑھنے کے لئے دیا۔ اور خود سنتے رہے۔ رسالہ سن چکنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط سنا جو موقعہ کے متعلق لکھا ہے۔

"در چہرہ مبارک حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ از حد آثار بشاشت ومسرت نمایاں بودند"۔ یعنی پیر صاحب کے چہرہ سے خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور بشاشت پائی جاتی تھی"۔ اس کے بعد پیر صاحب کے ارشادات درج کرنے والے لکھتے ہیں۔ یہ خوشی اور بشاشت اس وجہ سے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کا کلام اور رسالہ کا مضمون نہایت ہی حقائق سے لبریز اور پُر معارف تھا۔

نواں حوالہ

کسی نے پیر صاحب سے عرض کیا۔ مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بہت بُرا بھلا کہا ہے۔ اور عیسائیوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک سے دستکش ہونیکا مطالبہ کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر تم (عیسائی) ایسا نہیں کرو گے۔ تو میں تمہارا تمام پول کھول کر رکھ دونگا۔ اور تمہارے فرضی یسوع کی وہ گت بناؤں گا۔ کہ تمہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائیگا۔ اس کے متعلق پیر صاحب نے فرمایا "آرے این چنیں است"۔ خوب یہ معاملہ اسیطرح درست ہے" (اشارات فریدی صفحہ ۱۷۸)

دسواں حوالہ

"سخن در رفع حضرت عیسےٰ علیہ السلام افتاد یکے از حضار عرض کرد کہ قبلہ حضرت عیسےٰ این جسد عنصری مرفوع شدہ یا بعد موت عرفی روح پاک اوشاں مرفوع گردیدہ است"۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی تو کسی حاضر مجلس نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ حضرت عیسےٰ اسی جسم خاکی کے ساتھ اٹھائے گئے ہیں۔ یا موت عرفی کے بعد آپکی روح کا رفع ہوا ہے"۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا "مراد از رفع عیسےٰ رفع روح اوشاں است"۔ یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع سے مراد آپکی روح کا اٹھایا جانا ہے۔ (نہ کہ جسم خاکی کا)

مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ کچھ اور بھی پیر صاحب کے ارشادات در بارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جن کو پھر کسی وقت ناظرین کی نذر کیا جائیگا۔ وہ لوگ جو حضرت پیر صاحب موصوف کیساتھ عقیدت رکھتے۔ اور انہیں نیک متقی اور خدا رسیدہ سمجھتے ہیں۔ انکے لئے آپکے مندرجہ بالا ارشادات میں بہت کچھ مفید اور فائدہ بخش باتیں ہیں۔

(خاکسار:۔ شیخ مبارک احمد مولوی فاضل)

نزول من السّماء کی حقیقت

احادیث نبویہ میں آنے والے مسیحؑ کے متعلق نزول اور دجال کے متعلق خروج کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کا صاف یہ مفہوم تھا۔ کہ دجال جب خدا تعالیٰ کی حد اطاعت سے باہر ہو کر لوگوں کو اپنے خالق ومالک سے روگردان کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوگا۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص مبعوث کیا جائیگا۔ جو دجالی اور طاغوتی فتنوں کو الٰہی تائید سے دور کریگا۔ لیکن اس زمانہ کے نادان لوگوں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ نزول سے مراد یہ ہے۔ کہ مسیح موعود جسمانی رنگ میں آسمان سے اتریگا۔ حالانکہ اول تو کسی صحیح حدیث میں آسمان سے نزول کا ذکر نہیں صرف نزول کا ذکر ہے۔ اور یوں نزول کا لفظ قرآن مجید میں جانوروں۔ لوہے۔ بلکہ ہر ایک چیز کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دوئم جن بعض ضعیف احادیث میں نزول من السماء کا لفظ ہے۔ وہ صحیح احادیث کے مقابلہ میں اعتبار کے لائق نہیں۔ لیکن اگر ان کو صحیح بھی فرض کر لیا جائے۔ تو پھر بھی آسمان سے نازل ہونے سے مراد محض خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام کا اظہار مقصود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے وینزل لکم من السّماء رزقا (مومن ع ۲) کہ خدا تعالےٰ آسمان سے رزق اُتارتا ہے۔ اب کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میرا رزق اس صورت میں آسمان سے آتا ہے۔ جس رنگ میں وہ حضرت مسیحؑ کے آنے کا خیال اور وہم رکھتا ہے۔

پہلے علماء نے اس امر کو وضاحت سے بیان کیا ہے کہ آسمان سے مراد ظاہری طور پر کسی چیز کا آسمان سے آنا نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم آسمان سے آتا ہے۔ چنانچہ شاہ عبد القادر صاحب نے آیت کریمہ۔ وفی السماء رزقکم وما توعدون (الذاریات ع ۱) کی تشریح کرتے ہوئے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "آنے والی جو بات ہے۔ اس کا حکم آسمان سے ہی اُترتا ہے"۔ پس آنے والے مسیحؑ کے متعلق بھی جو وعدہ تھا۔ اس کے لئے آسمان سے حضرت احمد علیہ السلام پر حکم اُترا۔ تاکہ جس طرح مسیح ناصریؑ نے موسوی سلسلہ کی حفاظت کی۔ آپ محمدی شریعت کے انوار کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام آپکی جماعت نہایت عمدگی کیساتھ کر رہی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ ایک کمزور اور قلیل جماعت ہے۔ پھر بھی دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں اسکے مبلغ اشاعت اسلام کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں دوسرے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی اس اہم فریضہ کی ادائگی سے قاصر ہیں۔

(خاکسار محمد یار عارف۔ از لنڈن مسجد)

تمدنِ اسلام

اسلام اور غلامی!

مندرجہ بالا موضوع پر ہم کئی ایک مقالات شائع کر چکے ہیں۔ اور "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی جو تشریح فرمائی ہے۔ وہ نہایت ہی دلکش اور تسلی بخش ہے۔ اب مختصر طور پر بعض ان اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔ جو اس مسئلہ کے متعلق اسلام کی تعلیم پر کئے جاتے ہیں۔

غلاموں کی یک لخت آزادی

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اسلام نے غلامی کی لعنت کو بیخ و بن سے اکھاڑا ہے۔ اور صاف الفاظ میں اس کی ممانعت فرما دی ہے۔ اس کے متعلق بعض غیر مسلموں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔ کہ اگر اسلام نے فی الواقع غلامی کی مخالفت کی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ بانیٔ اسلامؐ نے یک لخت تمام غلاموں کی آزادی کے احکام نہ صادر فرما دیئے۔

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کوئی حکم جاری فرما دیتے۔ تو وہ نہ صرف یہ کہ غلاموں کے لئے بجائے کسی نفع کے اُلٹا مصیبت کا موجب ہو جاتا۔ بلکہ انسانی سوسائٹی پر بھی اس کا نہایت ناگوار اثر پڑتا۔ اس وقت عرب میں لاکھوں غلام موجود تھے۔ اگر یکدم انہیں آزاد کرا دیا جاتا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ ان میں سے ایک حصہ تو فاقہ کشی کا شکار ہو جاتا۔ اور دوسرا حصہ بیکاری کی مصیبت سے نجات پانے کے لئے جرائم اور بداخلاقی کی طرف مائل ہو کر قوم و ملک کیلئے ایک مصیبت کی صورت اختیار کر لیتا۔

یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ جس طرح امراء کے رگ و ریشہ میں کمزور اور بے بس لوگوں کو غلام بنانے اور انہیں نہایت ہی ذلیل اور حقیر سمجھنے کے جذبات پیوستہ ہو چکے تھے۔ اسی طرح خود غلاموں کی ذہنیت بھی ایک لمبے عرصہ کی ذلیل اور رسوا کُن زندگی بسر کرنے کی وجہ سے بیحد پست ہو چکی تھی۔ اگر غلام رکھنے والوں کی ذہنیت میں غلاموں کو انسان سمجھنے اور انسانوں جیسا سلوک کرنے کی تبدیلی کئے بغیر اور غلاموں کے اندر اپنے آپ کو انسان خیال کرنے اور یہ سمجھنے کے بغیر کہ ہمارے لئے بھی ترقی کرنے اور بلند مراتب حاصل کرنے کے ایسے ہی مواقع قدرت نے پیدا کئے ہیں۔ جیسے ہمیں غلام رکھنے والوں کیلئے! انہیں رہا کر دیا جاتا۔ تو اس کا کوئی مفید اثر نہ ہو سکتا تھا۔ ان خرابیوں کے علاوہ جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ ایک نقصان یہ بھی ہوتا۔ کہ غلام رکھنے والے انہیں آزاد کر دینے کے باوجود انہیں ذلیل اور حقیر ہی خیال کرتے اور خود غلام بھی آزادی حاصل کر لینے کے باوجود اسی مایوسی اور پست ذہنیت میں مبتلاء رہتے۔

غلامی کو مٹانے کے معنی

پس غلاموں کی رستگاری کے یہ معنے کسی طرح بھی قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ کہ ان انسان نما حیوانوں کے گلہ کو ان کے نان و نفقہ اور خورد و نوش کا انتظام کئے بغیر اور ان کے اندر ترقی کرنے اور اپنی زندگی کو مفید کام میں لگانے کی استعداد اور قابلیت پیدا کئے بغیر انہیں ان کے مالکوں کے گھروں سے نکال کر سڑکوں اور گلی کوچوں میں آوارگی یا بادیہ پیمائی کی زندگی بسر کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا۔ بلکہ غلامی کو مٹانے کے معنے جنہیں عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ یہ ہیں۔ کہ اس روح کو مٹا دیا جاتا۔ جو انسانوں کو غلام بنانے کا موجب تھی۔ اور اس پست ذہنیت کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ جو ایک انسان کو دوسرے کا غلام بننے کو گوارا کرتی تھی۔ اور تاریخ شاہد ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کر کے دکھا دیا۔

ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ گزشتہ صدی کے دوران میں بعض یورپین مصلحین نے غلاموں کی آزادی کے لئے بہت کام کیا ہے۔ اور دنیا کے مختلف حصص سے غلامی کو عملاً نابید کرنے میں بہت قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مثلاً ابراہام لنکن صدر جمہوریہ امریکہ نے اپنے زمانہ اقتدار میں امریکہ کے لاکھوں حبشی غلاموں کو یکدم آزادی دلا دی۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھ کر ایک کوتاہ فہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریق عمل پر حرف گیری کر سکتا۔ اور کہہ سکتا ہے۔ کہ جب ان غلاموں کی یک لخت آزادی کا کوئی نقصان ہمیں نظر نہیں آتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر ایسا کرتے۔ تو کیا حرج تھا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آج اور آج سے چودہ سو سال قبل کے زمانہ کے حالات میں۔ تمدن و معاشرت میں انسانی خیالات و ذہنیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور دونوں زمانوں کے کام کرنیوالوں کے کام کو ایک ہی معیار پر پرکھنا کسی صورت میں بھی مناسب و موزوں نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ جب ہم ان دونوں طریق ہائے کار پر گہری نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق کی یورپین مصلحین کے طریق پر فضیلت نہایت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کا اختیار فرمودہ طریق غلاموں کے لئے بہت زیادہ مفید و بابرکت نظر آتا ہے۔

مغربی ریفارمروں نے بے شک غلاموں کو اصطلاحاً آزادی دلا دی۔ لیکن وہ غلامی کی روح کو نہیں کچل سکے۔ اور اس مسموم ذہنیت کا خاتمہ نہیں کر سکے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ غلامی صحیح معنوں میں اسوقت تک بھی ان ممالک میں موجود ہے۔ امریکہ میں بیشک لفظاً لاکھوں غلام آزاد ہو گئے۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ کیا امریکہ کا حبشی غلام صحیح معنوں میں آزاد ہو گیا۔ اور گورے رنگ کی اقوام انہیں اپنے جیسا انسان سمجھنے لگ گئیں۔ جو لوگ اخبارات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ اس سوال کا جواب نہایت آسانی کے ساتھ دے سکتے ہیں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا امریکہ کا ایک کروڑپتی اور ایک بہت بااثر اخبار کا مالک حبشی انگلستان میں آیا۔ مگر کسی ہوٹل والے نے اسے اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ دی۔ اور عذر یہ پیش کیا۔ کہ اس کی موجودگی ان کے گورے مہمانوں کو وہاں آنے سے روکے گی۔ اور اس طرح ہوٹل والوں کو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑیگا۔ پھر اس قسم کے واقعات بھی عام طور پر ہوتے رہتے ہیں۔ کہ امریکہ کے مہذب لوگ حبشیوں کو معمولی معمولی الزامات کی سزا میں زندہ نذر آتش کر دیتے ہیں۔

غرضیکہ ان دونوں طبقات میں اسوقت بھی حد درجہ کی کشیدگی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ قانون نے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ لیکن گورے ابھی تک انہیں غلاموں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ غلام رکھنے والوں کی ذہنیت میں تبدیلی کئے بغیر انہیں ایسا کرنے پر بجبر مجبور کیا گیا۔

اسلامی تعلیم کے اثرات

مغربی طریق کے عملی نتیجہ کی مثال تو آپ نے دیکھ لی۔ اب اسلام نے اسکے لئے جو طریق کار تجویز کیا ہے۔ اسکی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ حضرت بلال رضؓ ایک حبشی غلام تھے۔ مگر امریکن حبشی کی طرح کروڑپتی نہیں۔ بلکہ ایک غریب اور نادار انسان تھے۔ ایکدفعہ عرب کے بڑے بڑے رؤساء اور قریش کے سردار جو مسلمان بھی ہیں۔ بادشاہ اسلام یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ کہ اسوقت آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ بلال ملنے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً انہیں اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ انہیں بڑے بڑے امراء پر فضیلت حاصل ہے۔ اور پھر جب آپکی مجلس میں حضرت بلالؓ کا ذکر آتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ بلالؓ ہمارا سردار ہے۔

کیا اہل مغرب کا طریق عمل انسانی ذہنیت میں یہ انقلاب عظیم پیدا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں کوششوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس سوال پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا کبھی یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا غرضیکہ دنیا کے کسی کونہ میں ان غلاموں میں سے جو مغربی مصلحین کی کوششوں کے نتیجہ میں آزاد ہوئے۔ کسی ایک نے بھی اتنی ترقی کی۔ کہ اسے آزاد کرنیوالی قوم نے اپنا لیڈر و مقتداء تسلیم کر لیا ہو۔ کیا ان کی کوششوں کے نتیجہ میں کسی ایک آزاد شدہ غلام کو بھی وہ مرتبہ اور مقام نصیب ہوا۔ جو اسلام کے آزاد کردہ غلاموں کو حاصل تھا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ زید بن حارثہ اسلامی لشکر کے امیر تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر صحابہ اور خالد بن ولید جیسے فتح نصیب جرنیل انکے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار صحابیوں کو مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ ان میں ایک سالم بن معقل تھے۔ جو پہلے ابو حذیفہ بن عتبہ کے غلام تھے۔ حضرت نافع مولیٰ ابن عمر۔ مکحول بن عبداللہ عکاظ بن ابی رباح۔ عبداللہ بن مبارک۔ اور محمد بن سیرین حدیث اور فقہ کے امام مانے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب کے سب غلام تھے۔ حضرت حسن بصری تصوف اور مجاہد بن جبیر علم قرأت کے استاد مانے جاتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق علم تاریخ کے مسلمہ استاد ہیں۔ لیکن یہ سب غلامی سے اس مرتبہ کو پہنچے۔

نظارتوں کے اعلانات

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلانات

تبلیغی تنظیم ضلع امرتسر

ضلع امرتسر کی تمام انجمن ہائے احمدیہ کا نمائندہ اجلاس مورخہ ۳۰ اگست بروز اتوار زیر اہتمام جماعت احمدیہ امرتسر بصدارت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مہتمم تبلیغ منعقد ہوا۔ ضلع کی مختلف جماعتوں کے عہدہ داروں اور نمائندگان نے اپنے اپنے قیمتی مشوروں سے تبلیغی تنظیم کو باقاعدہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل انتخاب کیا۔

نائب مہتمم تبلیغ - - - - - - - (سید) بہاول شاہ صاحب
انسپکٹران تبلیغ تحصیل وار - - - - - - - تحصیل امرتسر ماسٹر محمد طفیل صاحب۔ (۲) تحصیل اجنالہ چودہری غلام محمد صاحب سکنہ کڑیال۔ (۳) تحصیل ترنتارن۔ خانصاحب عبد المجید خان صاحب ویرووال۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تبلیغی تنظیم ضلع جہلم

۱۸ اکتوبر مسجد احمدیہ نیا محلہ عیدگاہ جہلم میں اجلاس منعقد ہوا۔ مختلف انجمنوں کے حسب ذیل نمائندے شامل ہوئے۔

(۱) خواجہ شمس الدین صاحب چکوال۔ (۲) مستری سلطان بخش صاحب کلر کہار۔ (۳) ملک محمد ہاشم صاحب کھیوڑہ (۴) میاں عبد المغنی صاحب احمدی پور۔ (۵) حوالدار نور احمد صاحب احمدی پور (۶) چودہری غلام حسین صاحب جہلم۔ (۷) مولوی عبد المغنی صاحب جہلم (۸) بابو عطا محمد صاحب جہلم (۹) ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم جہلم۔ (۱۰) مولوی عظیم اللہ صاحب جہلم۔ (۱۱) بابو شاہ عالم صاحب جہلم۔ (۱۲) مفتی فضل الرحمان صاحب قادیان اور خاکسار

تبلیغی تنظیم ضلع جہلم کے متعلق حسب ذیل انتظام باتفاق آراء حاضرین منظور کیا گیا۔

ڈسٹرکٹ نائب مہتمم تبلیغ :- ماسٹر سعد الدین بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ سینئر انگلش ماسٹر گورنمنٹ۔ ہائی سکول جہلم۔

معاونین نائب مہتمم تبلیغ:
(۱) چودھری غلام حسین صاحب کلرک آفس ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس جہلم۔
(۲) مولوی عبد المغنی صاحب امام مسجد احمدیہ نیا محلہ عیدگاہ جہلم۔

ڈسٹرکٹ سیکرٹری تبلیغ: ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول جہلم

انسپکٹر تبلیغ تحصیل وار جو سیکرٹری تبلیغ تحصیل کا کام بھی خود ہی کریں گے:
جہلم۔ بابو عطا محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم (انسپکٹر)
میاں عبد المغنی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ احمدی پور (معاون)
چکوال۔ مولوی علی قدر صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول غازیاں (انسپکٹر)
چودہری گلستان صاحب چکوال (معاون)
پنڈ دادنخان۔ ملک محمد ہاشم صاحب کھیوڑہ (انسپکٹر)

ملک صاحب مولوی کرم داد صاحب دوالمیال کی خدمات حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اور ان کے مشورہ سے تحصیل کا تبلیغی انتظام کریں گے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تبلیغی تنظیم ضلع حصار

نائب مہتمم تبلیغ ضلع حصار۔ بابو عبد القدوس صاحب سب ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ
انسپکٹر تبلیغ تحصیل فتح آباد۔ میر محمد یوسف صاحب عرائض نویس
انسپکٹر تبلیغ تحصیل سرسہ۔ مولوی فضل الدین صاحب مولوی فاضل عربک ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سرسہ۔
انسپکٹر تبلیغ تحصیل حصار۔ منشی محمد بخش صاحب اسسٹنٹ سٹور کیپر کیٹل فارم حصار

ضلع گورداسپور کی احمدیہ کانفرنس

۱۵ نومبر ۱۹۳۱ء کو تمام انجمن ہائے احمدیہ ضلع گورداسپور کی تبلیغی کانفرنس گورداسپور خاص میں منعقد ہوگی۔ اس میں ہر ایک انجمن اپنا ایک ایک نمائندہ تجویز کرکے بھیجے۔ تاکہ تمام انجمنوں کے نمائندگان کے مشورہ سے ضلع گورداسپور کے تبلیغی نظام کو مکمل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب کئے جائیں۔

(۱) نائب مہتمم تبلیغ ضلع گورداسپور
(۲) انسپکٹر تبلیغ تحصیل بٹالہ
(۳) انسپکٹر تبلیغ تحصیل گورداسپور
(۴) انسپکٹر تبلیغ تحصیل شکرگڑھ
(۵) انسپکٹر تبلیغ تحصیل پٹھانکوٹ

علاوہ اس کے ہر تحصیل کے اندر تبلیغی نظام کو مکمل کرنے کے لئے ہر تحصیل کو کئی حلقوں میں تقسیم کرکے ہر حلقے کا ایک ایک سیکرٹری تبلیغ مقرر کیا جائیگا۔ تمام نمائندگان انجمنہائے احمدیہ ضلع گورداسپور تاریخ مقررہ پر ۷ بجے صبح تک پہنچ جائیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

نظارت دعوت و تبلیغ کا تار کا پتہ

آئندہ جب کوئی دوست نظارت دعوت و تبلیغ کو تار دیا کریں۔ تو یہ پتہ لکھا کریں۔ "ناظر تبلیغ" اس پتہ کے بغیر تار ہمیں نہیں ملے گی

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تبلیغی پروگرام

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مبلغ کے دورہ کا حسب ذیل پروگرام شائع کیا جاتا ہے :-

۱۳ - ۱۴ - ۱۵ نومبر بھدرک
۱۶ - ۱۷ - ۱۸ " کٹک
۱۹ - ۲۰ - ۲۱ " سونگھڑہ
۲۳ - ۲۴ - ۲۵ " کیرنگ
۳۰ نومبر و ۱ - ۲ دسمبر بھاگلپور
۳ - ۴ - ۵ " مونگیر

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ضروری اعلان

اخبار الفضل مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء میں اعلان کیا گیا تھا کہ ہر علاقہ کے لئے ایسے مخلصین کی ضرورت ہے۔ جو دینی خدمات آنریری طور پر سرانجام دے سکیں۔ اس وقت تک صرف دو دوستوں نے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اعلان اکثر احباب کی نظر سے نہیں گذرا۔ لہذا اب مکرر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو دوست سلسلہ کی دینی خدمات اپنے اپنے علاقہ میں آنریری طور پر سرانجام دینے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے نام دفتر ہذا میں بھیج کر ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان)

نظارت علیا کا تار کا پتہ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ نظارت علیا کا تار کا پتہ "ناظر اعلیٰ قادیان" ہے۔ اور یہ رجسٹرڈ نہیں ہے۔ اس لئے تینوں الفاظ یعنے ناظر۔ اعلیٰ۔ قادیان۔ الگ الگ لکھے جائیں۔ ناظر اعلیٰ اکٹھا لکھنے سے تار واپس ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور محکمہ ڈاک ایسی صورت میں ذمہ دار نہ ہوگا۔ کہ تار ہمیں پہنچائے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

تحریک وصیت

دوستوں میں وصیت کے متعلق تحریک کرنے کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام صحیح اور پورے الفاظ میں ان تک پہنچایا جائے۔ تاکہ تحریک موثر ہو۔ اور اس کی بہتر صورت یہ ہے۔ کہ رسالہ الوصیت دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ یا پڑھ کر سنایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی یہ شرط رکھی ہے کہ موصی وصیت کرنے سے پیشتر اس امر کا اقرار کرے۔ کہ اس نے رسالہ

جموں میں مسلمانوں کا قتل عام

ہندوؤں سکھوں اور فوجیوں کی سفاکیاں

جموں ۳ نومبر ۱۹۳۱ء - جموں میں کل سے جو قیامت بپا ہے اس کے مختصر واقعات ارسال ہیں - ۲ نومبر ۱۹۳۱ء کو جموں میں ایک ہندو اخراری جتھہ پر مضافات کے ہندوؤں اور پرنس آف ویلز کالج جموں کے ہندو طلباء کے بے رحمانہ حملہ کی جب وحشتناک خبریں موصول ہوئیں - تو تمام مسلمانان جموں میں اضطراب پھیل گیا - اور بچے سے لے کر بوڑھے تک دفتر ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن میں جمع ہونے شروع ہو گئے - تین بجے تک مسلمان جمع ہوتے رہے - اسی وقت عمراخاں سرکردہ افغاناں جموں نے مجمع کو پُرامن رہنے کی تلقین کی - اور خود موٹر میں بیٹھ کر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کوٹھی پر گئے اور اسے بتایا کہ مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے - قاتلوں اور ظالموں کو گرفتار کر کے فوراً قانونی کارروائی کی جائے - سپرنٹنڈنٹ پولیس خانصاحب موصوف کے ساتھ موٹر میں بیٹھ کر موقع پر گیا - خاں صاحب موصوف نے واپس آکر یوں کیفیت بیان کی کہ میں جتھہ والوں سے ملا - معلوم ہوا ہے کہ ایک سو تہتر آدمی تھے - موضع توپ کے ہندوؤں نے کالج کے طلباء کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کیا - تین آدمی غائب ہیں - ساٹھ سے زیادہ سخت زخمی دو کی لاشیں نہر سے برآمد ہوئیں - زخموں سے ظاہر تھا کہ خوفناک ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا ہے - ان کے پہننے کے کپڑے تک اتار لئے گئے - ایک مجروح کو دفتر ایسوسی ایشن میں لایا گیا - اور باقی مجروحین کو جیل ستواری میں ٹھونس دیا گیا ہے -

غیر مسلموں کا مسلح ہجوم

اسی اثناء میں ہندوؤں راجپوتوں اور سکھوں پر مشتمل ایک بہت بڑا گروہ شہر میں پھرنے لگا - جو کلہاڑیوں اور لاٹھیوں نیز بندوقوں اور سرکاری قسم کی رائفلوں تلواروں وغیرہ سے مسلح تھا - اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف سخت اشتعال دلاتا ہوا پرانی منڈی کی راہ سے اردو بازار کی طرف آیا - ہجوم میں سے اس قسم کی آوازیں سنائی دیں کہ مسلمانوں کو مار ڈالو اور لوٹ لو -

مسلمانوں کا قتل عام

مسلمان حفاظت خود اختیاری کے طور پر اپنی اپنی دوکانوں پر کھڑے ہو گئے - تو ان پر بندوقوں سے فائر ہونے لگ گئے - تین اشخاص گندم منڈی میں قتل کر دئے گئے - ایک کو تلوار سے تین ٹکڑے کر دیا گیا - ڈھکی سراجاں میں مندر کے متصل ایک مسلمان قلعی گر دوکان پر کام کر رہا تھا - اس پر حملہ کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا گیا - ہندو بازاروں میں جتنے مسلمان دوکاندار تھے دوکانیں بند کر کے اپنی جانیں سلامت لے کر نکل آئے -

لوٹ مار

ان کا نکلنا تھا کہ ان کی دوکانوں پر لوٹ مار شروع ہو گئی - اب فوج بھی آموجود ہوئی - اس نے گولی برسانی شروع کر دی - اور ہندو الگ اپنے گھروں کی چھتوں پر سے مسلمانوں پر آتش باری کر رہے تھے - اور اس دوران میں لٹیرے ہندوؤں کا جتھہ لوٹ مار میں مشغول رہا اور مسلمان دوکانوں کے خیال میں کئی ہندو بزازوں کی دوکانیں لوٹ لیں - رگھناتھ بازار میں تمام مسلمان خیاط اور ٹرنک فروشوں کی دوکانیں لوٹ لی گئیں اسی طرح ڈھکی سراجاں اور یکہ ڈنگہ میں مسلمان بوٹ فروشوں کی دوکانیں لوٹی اور جلادی گئیں مسلمانوں کا لاکھوں کا نقصان ہو چکا ہے - گندم منڈی کے چوک کے ذرا قریب مسلمان بساطی والوں کی دوکانوں پر بھی حملے ہوئے معلوم نہیں کتنا نقصان ہوا - مسلمان پولیس بھی ہندوؤں کے اس وحشیانہ سلوک سے نہ بچ سکی - ایک دو سپاہی زخمی بھی ہوئے مست گڑھ واقعہ جموں کے ایک ٹھاکر صاحب . . . . . نے مسلمانوں کو قتل اور برباد کرانے کے لئے پچاس کے قریب ہندو مسلح جوان اپنے گھر میں رکھے ہوئے تھے - انہوں نے آدھی رات کے قریب ، ہلہ بول دیا - اگر مسلمان قبل از وقت ہشیار نہ ہو جاتے تو نامعلوم کتنی خونریزی ہوتی - سینکڑوں مسلمان بچے اور بوڑھے غائب ہیں سارا مسلم طبقہ مجسم کربلا کا نمونہ بنا ہوا ہے - چیخ و پکار آہ و بکا کی دلدوز صدائیں ہر طرف سے بلند ہیں - ہر گھر ماتم کدہ نظر آتا ہے - مظلوم مسلمانان جموں جو پہلے کشمیر کے اندوہناک مظالم پر صبر کئے ہوئے تھے - اب خود ہدف ستم بنے ہوئے ہیں

حکام کی غفلت

جموں کے منتظم افسران میں سے ایک ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحب پولیس بھی ہیں - رات کے نو بجے گندم منڈی چوک کے قریب کے مسلمان بساطی فروش ایک درخواست لیکر ان کے پاس گئے - تو وہاں بیس کے قریب پولیس مین ڈٹے ہوئے تھے - مسلمانوں سے کہدیا گیا کہ جناب کہیں باہر گئے ہیں - مگر بعد میں معلوم ہوا - گھر پر ہی موجود تھے - (نامہ نگار)

فوجیوں کی سفاکیاں

جموں ۴ نومبر ۱۹۳۱ء - صبح سے ملٹری اور رسالہ شہر میں تعینات ہے - اکے دکے مسلمان پر گولی چلادی جاتی ہے - ملٹری والوں نے خانہ اُغلا دافخہ اردو بازار میں جہاں ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کا دفتر اور غازی کیمپ تھے - منہدم کرا دیا گیا - کیمپ بھی جلا یا گیا ہے - وہاں رسالہ والوں نے مورچہ لگا دیا ہے - مسجد میں کل کے زخمی اور کچھ آج کے بیٹھے پڑے تھے - ان پر گولی چلادی گئی - اس وقت بہت سی لاشیں خون میں نہائی ہوئی وہاں پڑی ہیں - کل کے مقتولین کو آج مندر میں لے جاکر ہندو ملٹری والے جلانا چاہتے تھے - اس پر تنازعہ ہو گیا اور وہاں بھی بکثرت مسلمانوں کا خون بہایا گیا ہے - حکومت بیحد تشدد کر رہی ہے - ہندو مسلمانوں کی دوکانیں لوٹ رہے ہیں مسلمان ملٹری بھی تعینات ہے - لیکن ان کے ہاتھوں میں صرف ڈنڈے ہیں - اور ہندو سپاہی رائفلوں - بھالوں سے مسلح ملتا ہے مسلمان ملٹری والے ڈنڈے بازاروں میں پھینک کر واپس بارکوں میں جا رہے ہیں - تمام کاروبار - دفاتر - مدارس بند ہیں - تمام مسجدوں کو ہندو فوجیوں نے گھیر رکھا ہے - مسلمانوں کو عبادت کرنے سے روکا جا رہا ہے - اور انکار پر گولی سے اڑا دیا جاتا ہے ۔ (نامہ نگار)

سوپور (کشمیر) میں مسلمان دوکانداروں کی ضرورت

ہمارے معزز مسلمان بھائیو - ہم پر جو مصائب اس وقت تک نازل ہو چکے ہیں - ان کی خبر دنیا بھر کے کونہ کونہ میں پہنچ گئی ہو اور ہمیں جتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے - وہ شاید ہی کسی ملک کے مسلمانوں کو پیش آئی ہوں -

جب پہلے پہل کھتری لوگ کشمیر میں آئے - تو وہ نہایت غربت کی حالت میں تھے - مگر مسلمانوں کا خون اس وقت تک چوستے چوستے اب ساہوکار بن گئے ہیں - جو مال مویشی مسلمانوں کے پاس تھے اس پر قابض ہو چکے ہیں - اب انہوں نے ایک عجیب طوفان ظلم و تشدد برپا کر رکھا ہے - اول تو مسلمانوں کو مال بھی نہیں دیتے اگر دیں تو سخت بے عزتی اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایسے معاہدے مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہیں - جن سے تمام مسلمان دوکانداروں کی دوکانات بند ہو جانے کا اشد خطرہ ہے

جموں کے بے کس مسلمانوں پر زہرہ گداز مظالم

جموں۔ ۴ نومبر کی رات کے ۱۲ بجے محلہ جولاہکا میں شرپسند ہندو غریب مسلمانوں کے مکانوں پر اینٹوں کی بارش کرتے رہے۔ جس سے مسلمانوں میں بہت اضطراب پھیل گیا۔ مگر ان کی طرف سے کامل خاموشی رہی۔ رات کو کہیں کہیں گولیوں کے چلنے کی خوفناک آوازیں بھی سنائی دیتی رہیں۔ ہندو بدمعاش ریاستی ملٹری والوں سے مل کر مسلمانوں کو دہوکہ کے ذریعہ اپنے گھروں سے باہر نکلنے اور گولی کا نشانہ بنوانے کے لئے اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہے۔ لیکن یہ خوفناک منصوبہ ایک دو جانیں تلف ہونے کے بعد مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا۔

ہڑتال اور ہندو ملٹری کا پہرہ

آج ۴ نومبر شہر میں مکمل ہڑتال اور سناٹے کا عالم ہے۔ ملٹری کا پہرہ ہے۔ کسی مسلمان کو بازار تک جانے نہیں دیا جاتا قتل اور گولی کی دہمکی دی جاتی ہے۔ ملٹری والے اکے دکے مسلمان کو جان سے مار دیتے یا بری طرح مجروح کر کے کسی ویران جگہ میں پھینک دیتے ہیں۔ پرانی منڈی کے زیریں حصہ میں بہنے والی گندی نالی میں کل کے مقتول مسلمانوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ مگر وہاں کسی مسلمان کا پہونچنا جان پر کھیلنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ وہاں وحشی راجپوتوں کی کافی آبادی ہے۔

لاشوں کا مطالبہ

آج ۳ روز گذر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک مسلمان مقتولین کی لاشیں جو ہسپتال میں کسی طریق سے پہونچ چکی ہیں۔ مسلمانوں کے مطالبہ پر ان کو نہیں دی جاتیں۔ خدا جانے حکومت کا یہ شرمناک رویہ و فعل کیا معنی رکھتا ہے۔

مسلمانوں کی سوختہ لاشیں

رات کی گاڑی سے آنے والی مسلمان سواریاں جنہیں ہندوؤں نے لوٹنے کے بعد نہایت بے رحمانہ طریق سے قتل کر دیا۔ ان کی لاشیں رگوناتھ مندر کے مغربی نالہ میں نیم سوختہ دیکھی گئی ہیں۔ نہ تو وہ ہسپتال پہونچائی جاتی ہیں۔ اور نہ مسلمانوں کو دی جاتی ہیں۔

قرآن کے اوراق ہندو کوچوں کی گندی نالیوں میں

دوپہر کے وقت مسلمانوں نے جن کے مکانات ہندو محلہ جات میں واقع ہیں۔ قرآن پاک کے مقدس اوراق کو چوں کی گندی نالیوں میں بکھرے ہوئے دیکھے۔ جن میں بہت سے جلے ہوئے بھی پائے گئے۔ مسلمانوں نے جب آبدیدہ ہو کر انہیں اٹھایا۔ تو محلہ کے ہندوؤں نے ان پر پھبتیاں اور قہقہے اڑائے۔

مضافات کی دل گداز اطلاعات

میرپور سانبہ۔ اکھنور اور کٹھوعہ وغیرہ مقامات سے اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ وہاں ان ڈوگرہ حکومت کے وحشی راجپوتوں نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کر رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بالخصوص سانبہ کے مسلمانوں پر بے حد مظالم کئے جا رہے ہیں۔

سٹی مجسٹریٹ کے روبرو پولیس کی شہادتیں

۳ بجے دوپہر کے قریب گذشتہ راتوں میں مسلمانوں کا لوٹا ہوا مال چار ہندو قصبہ باہو کی طرف لے جانے کے لئے دریائے توی عبور کرتے ہوئے پولیس نے گرفتار کرنے چاہے۔ ان میں سے ۲ آدمی معہ ایک چرمی بوٹوں کی بوری کے گرفتار کئے گئے۔ اور دو دریا عبور کر کے فرار ہو گئے۔ راستہ میں جبکہ پولیس ان کو تھانہ میں لا رہی تھی۔ ہندو ملٹری کے سپاہیوں نے پولیس والوں کو بھی گولی مارنے کی دہمکی دیگر گرفتار شدگان کو رہا کرا دیا۔ اور پولیس صرف مال تھانہ پولیس میں پہنچا سکی یہ شہادت سٹی مجسٹریٹ کے روبرو پیش کی گئی۔ اسی سلسلہ میں سٹی مجسٹریٹ کے سامنے جبکہ وہ تالاب کھٹیکاں پر مسلمان مجروحین کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے آیا۔ اور سینکڑوں مجروحین وہاں جمع ہو گئے۔ تو بیانات تحریر کرنے کے دوران میں ملٹری کے ہندو سپاہیوں نے ریاست کے ذمہ وار آفیسر کی پوزیشن کا بھی خیال نہ کرتے ہوئے کہا یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ ورنہ سارا مجمع گولی کی نذر کر دیا جائیگا۔ اس پر مجسٹریٹ مذکور کو مجبوراً کارروائی بند کرنی پڑی۔

وائسرائے ہند کے نام تار

معلوم ہوا ہے جموں کے مسلمانوں نے انتہائی جور و ستم سے جو ڈوگرہ افواج کی طرف سے کیا جا رہا ہے تنگ آ کر وائسرائے ہند کے نام تار ارسال کیا ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سخت خطرہ میں ہے۔ اور وہ جموں سے برطانوی علاقہ میں ہجرت کرنے پر آمادہ ہیں۔

مہاراج کی فوری آمد

آج گیارہ بجے دن کے اکیس توپوں کی سلامی سے معلوم ہوا۔ کہ مہاراجہ کشمیر مسلمانان جموں کے قتل و خون اور لوٹ مار کی وارداتیں سن کر ایک رات میں سری نگر سے پہونچ گئے ہیں۔ نیز یہ بھی پتہ چلا ہے۔ کہ آپ عنقریب وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہونے کے لئے دہلی جا رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

جموں میں انگریزی افواج کا پہرہ

جموں۔ ۵ نومبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ موجودہ افسران ریاست اور افواج امن عامہ کو بحال رکھنے میں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ اس لئے حکومت ہند نے دو گورا پلٹنیں شہر کی حفاظت اور انتظام کی خاطر کل جموں میں بھیج دی ہیں۔ چنانچہ آج تمام شہر میں برطانوی افواج کا پہرہ ہے۔

شہدا کا جنازہ

صبح ۸ بجے کے قریب مسلمان مقتولین کی لاشیں جو سول ہسپتال میں کس مپرسی کی حالت میں پڑی تھیں۔ چار یوم کے بعد برطانوی افواج کی حفاظت میں مسلمانوں کے حوالے کی گئیں۔ سب سے آگے ایک گورا پلٹن کا ایک دستہ مسلح تھا۔ اس کے پیچھے نعشوں کو مسلمانوں کا ہجوم جو تقریباً ۱۰ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ اٹھائے ہوئے تھا۔ ہجوم کے ارد گرد بھی گورا پلٹن کا زبردست پہرہ تھا۔ اسی حالت میں جنازہ گاہ میں پونچ کر جنازہ ادا کیا گیا نعشوں کی حالت دیکھ کر وحشی ہندوؤں کی درندگی اور ڈوگرہ سپاہیوں کی بربریت کا پتہ چلتا تھا۔ بعد نماز جنازہ مسلمان نہایت پرامن طریق سے گورا پلٹن کی حفاظت میں اپنے اپنے محلہ میں پہونچا دیئے گئے۔

قتل و غارت کی وارداتیں

اطلاع ملی ہے۔ کہ پرانی منڈی۔ پکہ ڈنگہ۔ رگوناتھ محلہ میں اکے دکے راہگذر مسلمانوں پر تلواروں سے حملے کئے جا رہے ہیں۔ مجروحین اور مقتولین کو کسی ویران جگہ میں پھینک دیا جاتا ہے

تازہ اطلاع

معلوم ہوا ہے۔ کہ تین وحشی اور مسلح راجپوت ایک مسلمان گوجر کو مندر ڈکی سرائے میں وحشیانہ طور پر زخمی کر رہے تھے۔ کہ گورا پلٹن کے چند سپاہیوں نے ان کو زیر حراست کر لیا اسی قسم کی اور بھی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ جو عنقریب گورا پلٹن کے ذریعہ سے ختم انجام ہوں گی۔

ڈپٹی کمشنر (سیالکوٹ) جموں میں

ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع سیالکوٹ جو ۴ نومبر سے جموں میں ہیں۔ نہایت جانفشانی سے حالات پر قابو پانے کے لئے موثر ذرائع اختیار کر رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

علاقہ کشمیر میں مسلمان لیڈروں کا عظیم الشان استقبال

پرزور تقریروں کے بعد اہم قراردادیں پاس کی گئیں

ایک معزز نامہ نگار سری نگر سے ۳ نومبر کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی۔ مولانا میرک شاہ صاحب۔ اور مسٹر عبداللہ صاحب مشہور کشمیری لیڈر مسلمانوں کی استدعا پر سوپور ہندواڑہ وغیرہ مقامات پر تشریف لے گئے۔ جہاں ان کا نہایت ہی پرجوش استقبال کیا گیا۔

ہندواڑہ کا استقبال ایک بے نظیر جلوس پر مشتمل تھا۔ جو دو میل لمبا تھا۔ تمام شہر پھولوں۔ اور دیگر اشیائے زینت سے آراستہ کیا گیا تھا۔ والنٹیر جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ اس تقریب کے لئے پچاس خاص دروازے بنائے گئے۔ جو قیمتی شالوں سے آراستہ تھے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کے زیر صدارت تقریریں ہوئیں۔ جن میں پُرامن رہنے اندرونی اختلافات کو فراموش کر دینے اور موجودہ تحریک کو فرقہ وار رنگ نہ دینے اور ایسے دشمنوں سے بچنے پر خاص زور دیا گیا۔ جو دوستی کے پردہ میں مسلمانان کشمیر کے مفاد کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں۔

حسب ذیل ریزولیوشنز متفقہ طور پر پاس کئے گئے۔

(۱) یہ جلسہ مسلم نمائندگان پر کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہوا۔ پیش کردہ مطالبات کی تصدیق کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ انہیں جلد سے جلد منظور کر لیا جائے۔ (۲) دلال کمیشن پر مسلمانوں کو کوئی اعتماد نہیں اور اس کے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (۳) تحقیقاتی کمیشن آزاد ہونا چاہیئے۔ جس میں زیادہ ممبر مسلمان ہوں۔ (۴) یہ جلسہ حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پنڈت بدھ کاک دھر کو یہاں سے تبدیل کر دیا جائے اس نے پبلک کا اعتماد کھو دیا ہے۔ سوپور میں یہ ریزولیوشنز مولانا محمد حسین صاحب نے پیش کئے اور خواجہ غلام محمد صاحب نے ان کی تائید کی اور ہندواڑہ میں پیر غلام حسین صاحب سیکرٹری نے پیش کئے اور حکیم غلام محمد صاحب نے انکی تائید کی۔

سے کام لیا۔ ورنہ بات بڑھ جاتی اور مسلمان آپس میں لڑنے لگتے اور کشمیر کی حمایت کا کام رک جاتا۔ اور کشمیر کے مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم ہونے لگتے کیونکہ ریاست کے حکام مسلمانوں کی خانہ جنگی سے مضبوط ہو جاتے:۔

ظفر علی خاں کی رسوائی

مندرجہ بالا عنوان سے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب تحریر فرماتے ہیں

کشمیر کے معاملہ میں سب مسلمان کشمیری مسلمانوں کی حمایت کر رہے تھے مگر ظفر علی خاں مالک اخبار زمیندار کے بیٹے حکومت کشمیر سے مل گئے اور ان کے اخبار زمیندار نے کشمیری مسلمانوں کے مفاد کے خلاف مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے مضامین شائع کئے۔ اور اخباروں میں شائع ہوا کہ اختر علی خاں کو جو ظفر علی خاں کے بیٹے ہیں حکومت کشمیر نے دو ہزار روپے بھی دئے۔

اب خبر آئی ہے کہ خود ظفر علی خاں بھی اپنے بیٹے کے پاس سری نگر کشمیر میں گئے ہیں وہاں ایک خاص تعلیمی جلسہ تھا۔ جس میں کشمیر کے وزیر اعظم اور سب ہندو مسلمان افسر بھی آئے تھے اور پچاس ہزار مسلمان جمع تھے۔ ظفر علی خاں صاحب بھی اپنے بیٹے کے ساتھ اس جلسہ میں گئے اور تقریر کرنی چاہی۔ جلسہ کے صدر نے ان کو تقریر کرنے کی اجازت بھی دیدی لیکن حاضرین جلسہ نے ٹوڈی کے نعرے لگائے۔ اور ظفر علی خاں مردہ باد کا غل بھی مچایا اور ایک لفظ ظفر علی خاں کو نہ بولنے دیا۔ ہر چند صدر نے اور جلسہ کے ممتاز اراکین نے عوام کو سمجھایا مگر کوئی مسلمان راضی نہ ہوا۔ اور ظفر علی خاں کو تقریر نہ کرنے دی۔ یہاں تک کہ ظفر علی خاں اور ان کے بیٹے پولیس کی حراست میں اور حفاظت میں باہر چلے آئے۔ اخبار انقلاب لاہور نے لکھا ہے کہ ظفر علی خاں اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ ہوگا مگر وہ دانستہ جلسہ میں گئے تاکہ وزیر اعظم اور حکومت کشمیر کو معلوم ہو کہ اس کی محبت اور وفاداری کی وجہ سے یہ رسوائی ہوئی اور اس کے عوض میں انہیں کچھ اور رقم انہیں مل جائے۔ انقلاب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ظفر علی خاں کشمیر کے پرانے نمک خوار ہیں ان کے والد بھی کشمیر میں نوکر تھے۔ لیکن انقلاب کو یاد نہیں رہا کہ ظفر علی خاں اپنے والد کے ساتھ کبھی نہیں رہے اور انہوں نے ہمیشہ اپنے والد کی حق لعنت کی اور اپنے والد کے دوستوں کی بھی مخالفت کی:۔

اس میں شک نہیں کہ ظفر علی خاں کی تقریر و تحریر عمدہ ہے اور ان کو لائق ایڈیٹر کہا جا سکتا ہے مگر ہر ایڈیٹر لیڈر نہیں ہو سکتا

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی شاندار خدمات

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے روزنامچہ مورخہ ۲۴ اکتوبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

کشمیر کیلئے ہر طبقہ اور ہر درجہ اور ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے مسلمانوں نے کام کیا لیکن سب سے زیادہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اراکین اور صدر اور سکرٹری نے کام کیا۔ بعد میں احرار کمیٹی قائم ہوئی اور اس نے جتھے بھیجے۔ اس کے بعد کشمیر کی ریاست جھک گئی اور صلح پر آمادہ ہو گئی۔ جس کے لئے آج کل بات چیت ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ احرار کمیٹی کی وجہ سے حکام ریاست صلح پر آمادہ ہوئے۔ ہندو اخبارات لکھتے ہیں کہ مہاراجہ کشمیر نے اپنی سالگرہ کی خوشی میں مسلمان رعایا سے صلح کر لی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور اس کے اراکین کی اندرونی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے۔ بے شک احرار کمیٹی کے کام کا بھی اثر پڑا۔ اور مہاراجہ کی سالگرہ کا بھی کچھ نہ کچھ اس سے تعلق ہے۔ لیکن زیادہ تر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ولایتی پراپیگنڈا کا ہے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر نے ممتاز مسلمانوں کے ذریعہ لندن میں کوشش کی انگلستان کے بڑے بڑے اخباروں میں ریاست کشمیر کے مظالم کی اطلاعیں شائع ہوئیں اور اخباروں نے ریاست کشمیر کو مطعون کیا اور مسلمان لیڈروں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر کی تحریک کی وجہ سے وزیر ہند پر زور ڈالا۔ اور وائسرائے نے ریاست کی حکومت پر زور ڈالا۔ جب یہ نتیجہ نکلا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر اور سکرٹری اور اراکین کی ایک خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اس موقع پر مسلمانوں کو باہمی تفریق سے بچانے کی کوشش کی ورنہ بعض مسلمان ریاست کی حکمت عملی کا شکار ہو گئے تھے اور انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر اور سکرٹری کی نسبت یہ لکھنا اور کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ صحیح عقیدہ کے مسلمان نہیں ہیں۔ اس واسطے مسلمان ان کے ساتھ کام نہیں کر سکتے۔ مگر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر اور سکرٹری اور اراکین نے نہایت عقلمندی اور صبر و ضبط

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— احرار والوں کا ایک جتھہ جہلم کے راستہ میرپور جا رہا تھا۔ کہ ریاستی پولیس نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ اس پر تصادم ہو گیا۔ اور ایک جتھہ میں سے ایک شخص قتل ہو گیا۔ اور ایک شدید مجروح۔ نیز ایک انسپکٹر پولیس اور ایک کنسٹیبل بھی مجروح ہوئے۔ قتل ہونیوالے شخص کی لاش لاہور لائی گئی۔ اور پھر اس کے وطن چنیوٹ میں پہنچائی گئی ؟

—— سندھ کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ یہ کمیٹی حکومتِ ہند نے گول میز کانفرنس کی سفارش پر سندھ کی جداگانہ حیثیت میں محاصل۔ مخارج اور سکھر بیراج کے قرضہ کی ضمانت کے متعلق تحقیقات کے لئے مقرر کی تھی۔ رپورٹ مظہر ہے۔ کہ سندھ ہمیشہ خسارے میں رہیگا۔ اور علیحدگی کے چودھویں برس کے بعد تک یہ خسارہ ایک کروڑ روپیہ سے کم نہ ہوگا

—— جموں کے ۲ نومبر کے ہنگامہ کے متعلق سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ فوج کی گولیوں سے کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا۔ البتہ فرقہ وار تصادم کی وجہ سے ۳ مسلمان اور ایک ہندو مارے گئے ؟

—— لنڈن کی مصدقہ اطلاع ہے۔ کہ گول میز کانفرنس ۲۰ نومبر تک ختم ہو جائیگی۔ جو کام باقی رہ جائے گا۔ وہ برطانوی نمائندے ہندوستان آکر سرانجام دیں گے ؟

—— وائسرائے ہند نے ۴ نومبر ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس میں ریاست جموں کے خلاف جتھے فراہم کرنے اور انہیں ریاست میں لے جانے کو جرم قرار دیا گیا ہے ؟

—— مہاراجہ کشمیر نے وائسرائے ہند کا اس وجہ سے شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ انہوں نے ریاست میں انگریزی افواج بھیجنے کے متعلق فوری کارروائی کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میں ذاتی طور پر برطانوی افواج کے آرام کے لئے توجہ کروں گا۔ تا کہ سپاہیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ؟

—— لنڈن سے رائٹر کا تار مظہر ہے۔ کہ گاندھی جی نے حالات کشمیر کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا۔ فسادات کشمیر کی ذمہ داری حکومت برطانیہ پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ ہندوستانی والیان ریاست فساد کا انسداد کرنے کے لئے آزاد نہیں۔ برطانوی حکومت نے ان کو قیدیوں کی مانند بند کر رکھا ہے ؟

—— نوجوان اچھوت ادھار سبھا سیالکوٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندو اخبارات اور ہندو قوم ڈاکٹر امبیدکر کے خلاف جو پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس کے متعلق جو تار انگلستان بھیجے گئے ہیں۔ وہ تقریباً سب مصنوعی اور ایسے ہیں۔ جو ہندوؤں نے ریشہ دوانیوں سے مرتب کئے۔ تمام اچھوت، ڈاکٹر صاحب کو اپنا حقیقی نمائندہ سمجھتے۔ اور مسٹر گاندھی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر اب گاندھی نے سول نافرمانی شروع کی۔ تو ہم بتا دیں گے۔ کہ اچھوت کس کو اپنا نمائندہ سمجھتے ہیں ؟

—— لنڈن ۵ نومبر۔ منچوریا میں ایک دریا کے پل کے قبضہ کے لئے چینیوں اور جاپانیوں میں تنازعہ ہو گیا۔ جس نے شدید جنگ کی صورت اختیار کر لی ہے ؟

—— ملک معظم نے ۵ نومبر گول میز کے تمام مندوبین کو دعوت دی۔ گاندھی جی ننگے سر، لنگوٹی باندھے اور اور شال اوڑھے دعوت میں شامل ہوئے ؟

—— ناسک میں اچھوتوں نے ایک مندر میں داخلہ کے متعلق ۵ نومبر سے ستیاگرہ شروع کر دیا ہے۔ حکام نے زیر دفعہ ۱۴۴ حکم جاری کیا ہے کہ مندر سے ایک سو گز کے رقبہ میں پانچ سے زیادہ اشخاص کا جمع ہونا ممنوع ہے

—— کچھ عرصہ سے لاہور میں مقدمہ چل رہا تھا۔ جو ایک مالدار نوجوان ہندو بیوہ کے خلاف اس بنا پر دائر کیا گیا تھا۔ کہ وہ چونکہ ایک مسلمان کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے اسے اپنی جائداد سے محروم کر دیا جائے حال میں سمجھوتہ کے ذریعہ اس کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ سمجھوتہ یہ ہوا۔ کہ ۵۴ ہزار روپیہ کی رقم نابالغ بچوں کی واحد ملکیت ہوگی۔ مسز سنتوش کماری کو مسٹر آغا حسن رضا سے شادی کی اجازت ہوگی۔ بچوں کی سرپرستی بھی وہی ہوگی شادی سول میرج ایکٹ کے ماتحت ہوگی ؟

—— ۴ نومبر لاہور ہائیکورٹ میں جسٹس بخشی ٹیک چند نے پیپلز بنک کو دوبارہ جاری کرنے کی منظوری دے دی ؟

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ایسٹ اینڈ ویسٹ کارپوریشن لمیٹڈ نیو دہلی کے پراسپکٹس ۲۹ اکتوبر کو شائع ہو گئے ہیں۔ جو مسلمان کپڑے کی تجارت کرتے ہوں۔ یا اب کرنا چاہتے ہوں۔ وہ کارپوریشن مذکور کے مینجنگ گورنر سے درخواست کریں ؟

—— لنڈن سے یکم نومبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت کانگرس کے مطالبات یعنی فنانس افواج اور غیر ملکی تعلقات پر اقتدار اور سرکاری قرضوں کی دیکھ بھال کے حق کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وزیر ہند سر سیموئیل ہور نے صاف طور پر کہہ دیا ہے۔ کہ انگلستان ایسے محکموں کے متعلق مرکز میں ذمہ داری عطا کرنے کا خطرہ برداشت نہیں کر سکتا۔ جو حکومت کے لئے بمنزلہ کلید ہیں۔ آپ نے صاف کہہ دیا ہے۔ کہ کانگرس سے جو کچھ ہو سکتا ہے۔ کرے۔

—— دہلی سے ۲ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ ڈاکٹر سی گرمانوس نے جو ایک مشہور اور فاضل مستشرق ہنگری کے باشندہ اور ڈاکٹر ٹیگور کی بین الاقوامی یونیورسٹی میں علوم مشرقیہ کے پروفیسر ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کر لیا ہے ؟

—— سخت افسوس ہے۔ کہ سید جالب صاحب مشہور اخبار نویس کی بہترین یادگار روزنامہ ہمت لکھنؤ نے مالی مشکلات کے باعث عارضی طور پر اپنی اشاعت ملتوی کر دی ہے ؟

—— یکم نومبر کو گوڑ گانواں میں آل انڈیا اچھوت کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مسٹر ایم سی راجا رکن اسمبلی منعقد ہوا۔ صدر نے گاندھی جی کے کانگرس کی اچھوتوں سے ہمدردی کے دعوؤں کی پرزور تردید کی۔ اور کہا۔ ہمارا حقیقی مطالبہ جداگانہ انتخاب ہے۔ جسے ہم کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتے ؟

—— ریلوے بورڈ نے یکم نومبر سے دس ہزار ملازمین کی مزید برطرفی کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر ریلوے مین فیڈریشن کی گفت و شنید کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ یہ تجویز فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے ؟

—— ہز ہائی نس میر سر محمود خان والئی قلات کا ۳ نومبر کو انتقال ہو گیا

—— ۴ نومبر دہلی سے ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند نے وزیر ہند کی منظوری سے محکمہ ریلوے اور ڈاکخانہ میں تخفیف تنخواہ کے سلسلہ میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۳۰ روپیہ سے کم تنخواہ والے ملازمین کے مشاہرہ میں دو پیسے فی روپیہ ۳۰ سے ۸۳ تک ایک آنہ فی روپیہ اور اس سے زیادہ کے لئے ۱۰ فیصدی کمی کی جائیگی۔ تخفیف زیادہ سے زیادہ مارچ ۱۹۳۳ء تک رہیگی۔ ممکن ہے۔ اس سے پہلے بھی منسوخ کر دی جائے ؟

—— مولانا مظہر علی صدر مجلس احرار کو حکومت جموں نے دو سال قید کی سزا دی ہے۔

—— جدید انتخابات کے نتیجہ میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم سر سیموئیل ہور وزیر ہند۔ مسٹر نیویل چیمبرلین وزیر خزانہ اور سر جان سائمن وزیر خارجہ مقرر ہوئے ہیں ؟

—— لنڈن سے رائٹر نے ۵ نومبر کو تار دیا ہے۔ کہ ۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو وزیر اعظم نے گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں جو اعلان کیا تھا۔ وہ اب بھی اس کا بنیادی اصول ہے۔ اس سے سر مو انحراف نہ کیا جائے گا۔ لہٰذا تمام ہے۔ کہ دستور اساسی کے لئے سائمن رپورٹ پر عمل کیا جائیگا ؟

—— سری نگر ۷ نومبر (ایسوسی ایٹڈ پریس کا تار) بارہ مولا سے اطلاع ملی ہے کہ یہ شہر بالکل خاک سیاہ کر دیا گیا ہے۔ تین صد کے قریب گھر اور دوکانیں نذر آتش کر دی گئی ہیں۔ چار گنجان آبادی والے بڑے بازار تو بالکل تباہ و برباد ہو گئے ہیں ان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے گھر اور دوکانیں شامل ہیں ؟

—— سیالکوٹ ۷ نومبر آج صبح ۷ بجے سوچیت گڑھ کی سرحد پر جہاں سے جتھے داخل ہوتے تھے۔ گورہ فوج نے قبضہ کر لیا ہے۔

—— سیالکوٹ ۷ نومبر آج ایک اسپیشل ٹرین یہاں سے جموں کی طرف گئی ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ ٹرین اس غرض سے جموں بھیجی گئی ہے۔ کہ ریاست کے تمام پولیٹیکل قیدیوں کو جو جتھہ بازی کے سلسلہ میں گرفتار اور سزایاب ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے کسی نامعلوم مقام میں بھیج دیا جائے۔

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)